فلسفہ ٔ انتظار کیا ہے؟

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کا انتظار اسلامی تعلیمات میں کسی دوسرے دین سے نہیں آیا بلکہ قطعی ترین مباحث میں سے ہے، جو خود پیغمبر اکرم (ص) کی زبان سے بیان ہوا ہے، اور تقریباً اسلام کے تمام فرقے اس سلسلہ میں اتفاق نظر رکھتے ہیں، نیز اس سلسلہ میں احادیث بھی متواتر ہیں۔

اب ہم اس انتظار کے نتائج اور اسلامی معاشروں کی موجودہ حالت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں کہ کیا اس طرح کے ظہور کا انتظار انسان کو اس منزل فکر تک لے جاتا ہے کہ وہ اپنی حالت کو بھول جاتا ہے اور ہر طرح کے شرائط کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے؟

یا یہ کہ دراصل یہ عقیدہ انسان کو اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کی دعوت دیتا ہے؟

کیا یہ عقیدہ انسان کے اندر تحرک ایجاد کرتا ہے یا اس میں انجماد پیدا کر دیتا ہے۔ اور کیا یہ عقیدہ انسان کی ذمہ داری میں مزید اضافہ کرتا ہے یا ذمہ داریوں سے آزاد کر دیتا ہے؟

کیا یہ عقیدہ انسان کو خواب غفلت کی دعوت دیتا ہے یا انسانیت کو بیدار کرتا ہے؟

لیکن ان سوالات کی تحقیق اور وضاحت سے پہلے اس نکتہ پر توجہ کرنا بہت ضروری ہے کہ اگر بلند ترین مفاہیم اور اصلاح کے بہترین قوانین کسی نااہل یا ناجائز فائدہ اٹھانے والے کے ہاتھوں میں پہنچ جائے تو ممکن ہے کہ وہ ان سے غلط فائدہ اٹھائے یا ان کے بالکل برعکس مقاصد تک پہنچائے، جیساکہ اس سلسلہ میں ہمیں بہت سے نمونے ملتے ہیں، "انتظار" کا مسئلہ بھی اسی طرح ہے جیساکہ ہم بعد میں بیان کریں گے۔

بہر حال اس طرح کی گفتگو میں ہر طرح کی غلط فہمی سے بچنے کے لئے پانی کو اس کے سرچشمہ سے لیا جائے تاکہ نہروں اور راستوں کی گندگی اس میں اثر نہ کرسکے، یعنی ہمیں "انتظار" کے مسئلہ میں اصلی اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور "انتظار" کے سلسلہ میں بیان ہونے والی مختلف روایات کو غور و فکر سے پڑھنا چاہئے تاکہ ان کے اصلی مقصد سے آگاہی حاصل ہوسکے۔

محترم قارئین ! اب یہاں پر بیان ہونے والی چند روایات پر غور کیجئے:

۱۔ کسی شخص نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام کی ولایت کا اقرار کرتا ہو اور "حکومت حق" کے ظہور کا انتظار کرتا ہو، اور اسی حال میں اس دنیا سے چل بسے؟

امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا: "**هُوَ بِمَنزِلَةِ مَن كَانَ مَعَ القَائِمِ فِي فِسطاطُهُ ثُمَّ سَكَتَ هَنِيئة ثُمَّ قَالَ هُوَ كَمَنْ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ!**"(1)

"وہ اس شخص کی مانند ہے جو حضرت کے ساتھ ان کی رکاب (محاذ) پر حاضر ہوا ہو، (اس کے بعد حضرت تھوڑی دیر خاموش رہے) اور فرمایا: وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے پیغمبر اکرم (ص) کی رکاب میں جہاد کیا ہو"۔ بالکل یہی مضمون دوسری بہت سی روایات میں بھی بیان ہوا ہے۔

۲۔ بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ "بِمنزلةِ الضَّارِبِ بِسَيْفِهِ فِي سَبِيْلِ الله" یعنی راہ خدا میں تلوار چلانے والے کی مانند ہے۔

۳۔ بعض دوسری روایات میں یہ بیان ہوا ہے کہ "كَمَنْ قَارعَ مَعَ رسُولِ الله بِسَيْفِه" یعنی اس شخص کی مانند ہے جس نے پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ دشمن کے سر پر تلوار چلائی ہو۔

۴۔ بعض روایات میں یہ بیان ہوا ہے کہ "بِمَنْزِلَةِ مَنْ كَانَ قَاعِداً تَحْتَ لِوَاءِ القَائِمِ" یعنی اس شخص کی مانند ہے جو حضرت قائم (ع) کے پرچم کے نیچے ہو۔

۵۔اور دوسری روایات میں یہ بیان ہوا ہے کہ "بِمَنْزِلَةِ المُجَاهِدِ بَينَ يَدَي رَسُولِ اللهِ" یعنی اس مجاہد جیسا ہے جس نے پیغمبر اکرم (ص) کے حضور میں جہاد کیا ہو۔

۶۔ بعض دیگر رویات میں بیان ہوا ہے کہ "بِمَنْزِلَةِ مَن اِسْتَشْهَدَ مَعَ رَسُولِ الله" اس شخص کی مانند ہے جو پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ شہید ہوا ہو۔

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار کے سلسلہ میں ان چھ روایات میں یہ سات طرح کی شباہتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ مسئلہ انتظار ایک طرف اور دوسری طرف دشمنِ (اسلام) سے جہاد اور اس سے مقابلہ میں ایک خاص رابطہ پایا جاتا ہے۔ (غور کیجئے)

۷۔ بہت سی روایات میں اس طرح کی حکومت کے انتظار کے ثواب کو سب سے بڑی عبادت کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

پیغمبر اکرم (ص) اور حضرت علی علیہ السلام سے منقول بعض احادیث میں یہ مضمون ملتا ہے، درج ذیل حدیث پیغمبر اکرم (ص) سے منقول ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا:

"أَفْضَلُ أَعْمَالِ أُمَّتِی انْتِظَارِ الفَرَجِ مِنَ الله عَزَّوَجَلَّ" (2)

میری امت کا سب سے بہترین عَمل "انتظار فرج" (کشادگی) ہے"۔

پیغمبر اکرم (ص) سے ایک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے: "أفضلُ العبادةِ اِنتظار الفَرَج" (3) یعنی انتظار فرج بہترین عبادت ہے۔

اس حدیث میں انتظار فرج کے معنی چاہے عام اور وسیع لیں یا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے انتظار کے معنی لیں انتظار کے مسئلہ کی اہمیت واضح اور روشن ہو جاتی ہے۔

یہ تمام الفاظ اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ اس طرح کے انقلاب کا انتظار کرنا ہمیشہ وسیع پیمانہ پر جہاد کا تصور لئے ہوئے ہے، ہم یہاں پہلے انتظار کا مفہوم اور پھر اس کے تمام نتائج پیش کریں گے۔

مفہوم انتظار

انتظار" عام طور پر اس حالت کو کہا جاتا ہے کہ جس میں انسان پریشان ہو اور اس سے بہتر حالت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔"

مثال کے طور پر ایک بیمار اپنی شفا کا انتظار کرتا ہے، یا کوئی باپ اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کرتا ہے، جس سے دونوں پریشان ہیں اور بہتر حالت کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

اور جیسے کوئی تاجر بازار کی ناگفتہ بہ حالت سے پریشان ہو اور وہ اقتصادی بحران کے خاتمہ کا انتظار کرتا ہے، لہٰذا اس میں یہ دو حالتیں پائی

جاتی ہیں:

۱۔ اپنی موجودہ حالت سے پریشانی۔

۲۔ حالت بہتر بنانے کے لئے کوشش۔

اس بناپر امام مہدی (عج) کی حکومت عدالت اور آنحضرت کے قیام کا انتظار دو عنصر سے اگر یہ دونوں پہلو اس کی روح میں جڑ کی طرح ثابت ہو جائیں تو پھر اس کے اعمال میں قابل توجہ تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

اور انسان ظلم و ستم، فتنہ و فساد اور برائی کرنے والوں کی کسی بھی طرح کی اعانت اور ہم آہنگی سے پرہیز کرے گا، اپنے نفس کی اصلاح کرے گا تاکہ جسمی اور روحانی، مادی اور معنوی لحاظ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لئے تیار ہو جائے۔

اگر ہم مزید غور و فکر کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں چیزیں انسان کی اصلاح اور اس کی بیداری کے لئے بہت مفید ہیں۔

قارئین کرام!) اب اگر "انتظار" کے اصلی مفہوم کے پیش نظر مذکورہ روایات دیکھیں تو ان میں بیان ہونے والا ثواب صاف سمجھ میں) آتا ہے، اور ہم سمجھ جاتے ہیں کہ ایک حقیقی انتظار کرنے والے کا مرتبہ اتنا کیوں بلند ہے جیسا کہ وہ خود حضرت امام زمانہ (عج) کے پرچم کے نیچے ہو یا جس نے راہ خدا میں جہاد کیا ہو یا اپنے خون میں نہایا یا شہید ہو گیا ہو۔

کیا یہ سب راہ خدا میں جہاد کے درجات کے مختلف مراحل نہیں ہیں جو انتظار کرنے والوں کے لحاظ سے پائے جاتے ہیں۔

یعنی جس طرح سے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں میں قربانی کا جذبہ مختلف ہوتا ہے اور ان میں ادب و اخلاق نیز آمادگی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، اگرچہ یہ دونوں "مقدمات" اور "نتیجہ" کے لحاظ سے مشابہ ہوتے ہیں، کیونکہ دونوں جہاد ہیں اور دونوں میں اصلاح نفس اور آمادگی کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا ایسی عالمی حکومت کے فوجی کو بے خبر و غافل نہیں ہونا چاہئے ایسے لشکر میں ہر کس و ناکس شامل نہیں ہو سکتا؟

اسی طرح جو شخص اسلحہ لئے ہوئے ہے اور اس رہبر انقلاب کے دشمنوں سے جنگ کر رہا ہے، اور صلح و عدالت کی حکومت کے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا ہے، تو اس کے لئے وسیع پیمانہ پر روحی، فکری اور جنگی تیاری کی ضرورت ہے۔

ظہور امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے انتظار کے واقعی اثر سے مزید آگاہی کے لئے درج ذیل مطلب پر توجہ فرمائیں:

انتظار یعنی مکمل آمادگی میں اگر ظالم و ستمگر ہوں تو پھر کسی ایسی حکومت کا انتظار کرنا کیسے ممکن ہے جس کی تلوار ظالم و جابر لوگوں کے سر پر چمکے گی۔

میں اگر گناہوں سے آلودہ اور ناپاک ہوں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ کسی ایسے انقلاب کا انتظار کروں جس کا پہلا شعلہ گناہوں سے آلودہ لوگوں کو جلا کر راکھ کر دے گا۔

عظیم الشان جہاد کے لئے آمادہ فوج کے افراد ہمیشہ اپنی طاقت و قوت بڑھاتے رہتے ہیں، اور ان میں انقلابی روح پھونکتے رہتے ہیں اور ہر طرح کے ضعف اور کمزوری کو دور کرتے رہتے ہیں۔

کیونکہ "انتظار" ہمیشہ اسی لحاظ سے ہوتا ہے کہ جس چیز کا انسان انتظار کر رہا ہے۔

ایک مسافر کے سفر سے واپسی کا انتظار۔

ایک بہت ہی عزیز دوست کے پلٹنے کا انتظار۔

پھلوں کے پکنے کی فصل کا انتظار یا فصل کاٹنے کے وقت کا انتظار۔

لیکن ہر انتظار میں ایک طرح کی آمادگی ضروری ہوتی ہے، ایک انتظار میں مہمان نوازی کا سامان فراہم کیا جائے، دوسرے میں بعض دوسرے وسائل جیسے گڈّی اور درانتی کی ضرورت ہوتی ہے۔

اب آپ غور کیجئے کہ جو لوگ ایک عالمی عظیم الشان اصلاح کرنے والے کا انتظار کرتے ہیں، وہ لوگ دراصل ایک بہت بڑے انقلاب کا انتظار کرتے ہیں جو تاریخ بشریت کا سب سے بڑا انقلاب ہوگا۔

یہ انقلاب گزشتہ انقلابات کے برخلاف کوئی علاقائی انقلاب نہ ہوگا بلکہ ایک عام انقلاب ہوگا جس میں انسانوں کے تمام پہلوؤں پر نظر ہوگی اور یہ انقلاب سیاسی، ثقافتی، اقتصادی اور اخلاقی ہوگا۔

پہلا فلسفہ۔ اصلاح نفس اس طرح کے انقلاب کے لئے ہر دوسری چیز سے پہلے مکمل طور پر آمادگی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس طرح کی اصلاحات کے بھاری بوجھ کو اپنے شانوں پر اٹھا سکے، اس چیز کے لئے سب سے پہلے علم واندیشہ، روحانی فکر اور آمادگی کی سطح کو بلند کیا جاتا ہے تاکہ اس کے اہداف ومقاصد تک پہنچا جاسکے، تنگ نظری، کج فکری، حسد، بچکانا اختلافات، بیہودہ چیزیں اور عام طور پر ہر طرح کا نفاق اور اختلاف "سچے منتظرین" کی شان میں نہیں ہے۔

ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ حقیقی طور پر انتظار کرنے والا شخص ایک تماشائی کا کردار ادا نہیں کرسکتا، بلکہ سچا منتظر وہ ہے جو ابھی سے انقلابیوں کی صف میں آجائے۔

اس انقلاب کے نتائج پر ایمان رکھنا ہرگز اس کو مخالفوں کی صفوں میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا اور موافقین کی صف میں آنے کے لئے "نیک اعمال، پاک روح، شجاعت و بہادری اور علم و دانش" کی ضرورت ہے۔

میں اگر گنہگار اور فاسد ہوں تو پھر کس طرح اس حکومت کا انتظار کروں جس میں نااہل اور گنہگاروں کا کوئی کردار نہ ہوگا، بلکہ ان کو قبول نہ کیا جائے گا اور ان کو سزا دی جائے گی۔

!کیا یہ انتظار انسان کی فکر و روح اور جسم و جان سے آلودگی کو دور کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؟

جو فوج آزادی بخش جہاد کا انتظار کررہی ہو اور بالکل تیار ہو، تو اس کے لئے ایسے اسلحہ کی ضرورت ہوتی ہے جو اس جہاد کے لئے مناسب اور کارگر ہو، اسی لحاظ سے مورچہ بنائے، اور لشکر کے ساز وسامان میں اضافہ کرے۔

لشکر کا حوصلہ بلند کرے اور ہر فوجی کے دل میں مقابلہ کے شوق و رغبت کو بڑھائے، اگر فوج میں اس طرح کی آمادگی نہیں ہے تو وہ منتظر نہیں ہے اور اگر فوج آمادگی کا دعویٰ کرتی ہے تو جھوٹی ہے۔

ایک عالمی مصلح کے انتظار کے معنی یہ ہیں کہ انسان معاشرہ کی اصلاح کے لئے مکمل طور پر فکری، اخلاقی اور مادی و معنوی لحاظ سے تیار رہے، اس وقت سوچیں کہ اس طرح کی یہ آمادگی اور تیاری کس طرح انسان ساز اور اصلاح کناں ہوگی۔

پوری دنیا کی اصلاح کرنا اور ظلم و ستم کا خاتمہ کرنا کوئی مذاق کام نہیں ہے، یہ عظیم مقصد ایک آسان کام نہیں ہوسکتا، ایسے عظیم مقصد کے لئے اسی لحاظ سے تیاری بھی ہونی چاہئے۔

ایسا انقلاب لانے کے لئے بہت ہی عظیم انسان، مصمم، بہت بہادر، غیر معمولی طور پر طیب وطاہر، بلند فکر اور گہری نظر کے ساتھ مکمل طور پر آمادگی رکھنے والا ہونا چاہئے۔

ایسے مقصد کے لئے اپنی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ فکری، اخلاقی اور اجتماعی طور پر ایک بہترین منصوبہ بندی کی جائے، اور حقیقی انتظار کا یہی مطلب ہے، کیا پھر بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسا انتظار اصلاح کرنے والا نہیں ہے؟!

دوسرا فلسفہ : معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوشش کرنا

صحیح طور پر انتظار کرنے والے افراد کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ صرف اپنی اصلاح کرلی جائے، اور بس، بلکہ دوسروں کی حالت بھی دیکھنی ہوگی، اپنی اصلاح کے علاوہ دوسروں کی اصلاح کے لئے کوشش کرنا ہوگی، کیونکہ جس عظیم انقلاب کا انتظار کر رہے ہیں وہ ایک انفرادی منصوبہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا منصوبہ ہے جس میں تمام پہلوؤں سے انقلاب آنا ہے، جس کے لئے پورے معاشرہ کے لئے کام کرنا ہوگا، سب کی سعی و کوشش میں ہم آہنگی ہو، اس انقلاب کے لئے کوشش اسی عظیم الشان پیانہ پر ہو جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔

ایک مقابلہ کرنے والے لشکر میں کوئی بھی ایک دوسرے سے غافل نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر فوجی کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ جہاں بھی کمی دیکھے تو فوراً اس کی اصلاح کرے، جس جگہ سے نقصان کا احتمال پایا جاتا ہو اس کا سدّ باب کرے اور ہر طرح کے ضعف و ناتوانی کو تقویت پہنچائے، کیونکہ بہترین کارکردگی اور تمام لشکر میں یکسوئی اور ہم آہنگی کے بغیر یہ عظیم منصوبہ عملی کرنا ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا حقیقی منتظرین پر اپنی اصلاح کے علاوہ دوسروں کی اصلاح کرنے کی بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

فلسفہ انتظار کا ایک دوسرا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اپنی اصلاح کے علاوہ دوسروں کی اصلاح کے لئے بھی کوشش کرے جس پر مذکورہ روایات میں اس قدر ثواب کا وعدہ دیا گیا ہے۔

تیسرا فلسفہ : حقیقی منتظرین برے ماحول میں رنگے نہیں جاتے

حضرت امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے انتظار کا ایک اہم فلسفہ یہ ہے کہ انسان، گناہوں اور بُرے ماحول میں گم نہ ہونے پائے، اور اپنے کو گناہوں اور آلودگیوں سے محفوظ رکھے۔

وضاحت : یعنی جب ظلم وستم اور گناہوں کا بازار گرم ہو، اکثر لوگ گناہوں اور برائیوں میں پھنسے ہوئے ہوں، تو ایسے ماحول میں نیک کردار افراد (بھی) فکری بحران کا شکار ہو جاتے ہیں، اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس کی اصلاح سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ کبھی کبھی ایسے افراد یہ سوچتے ہیں کہ اب تو کام ختم ہو چکا ہے اور اصلاح کا کوئی راستہ ہی باقی نہیں رہ گیا ہے، اور اپنے کو پاک و پاکیزہ رکھنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے، چنانچہ یہی ناامیدی اور مایوسی ان کو آہستہ آہستہ گناہوں اور برائیوں کی طرف کھینچتی ہے اور ان پر ماحول کا اثر ہونے لگتا ہے، وہ آلودہ اکثریت کے مقابلہ میں صحیح وسالم اقلیت کے عنوان سے اپنے کو محفوظ نہیں کر پاتے، اور ماحول کے رنگ کو نہ اپنانے کو ایک ذلت ورسوائی سمجھتے ہیں!

ایسے موقع پر فقط ایک ہی چیز ان کے لئے "امید کی کرن" ہوتی ہے اور پرہیزگاری کی دعوت دیتی ہے، نیز ان کو برے ماحول سے محفوظ رہنے کی دعوت دیتی ہے اور وہ آخری صورت میں اصلاح کی امید ہے، صرف اسی صورت میں انسان اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے سعی و کوشش سے ہاتھ نہیں روکتا۔

اگر ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں گناہوں کی بخشش سے مایوسی کو گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ بعض لوگ تعجب کریں کہ کیوں رحمت خدا سے مایوسی کو اس قدر عظیم اور اہم شمار کیا گیا ہے، یہاں تک کہ بہت سے گناہوں سے بھی اہم قرار دیا گیا ہے تو دراصل اس کا فلسفہ یہی ہے کہ رحمت خدا سے مایوس گنہگار ہر گز اپنی اصلاح کی فکر نہیں کرتا، یا کم از کم وہ اپنے گناہوں میں مزید اضافہ کرنے سے نہیں رکتا، اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ اب تو پانی سر سے گزر گیا ہے چاہے ایک بالشت ہو یا سو بالشت؟! میں تو بدنام زمانہ ہو گیا ہوں اب مجھے دنیا کا کوئی غم نہیں ہے!! سیاہی سے زیادہ تو کوئی رنگ نہیں ہے، آخرکار جہنم ہے، جہنم تو میں نے خرید ہی لیا ہے اب اور کسی چیز کا ڈر کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ لیکن جب اس کے لئے امید کی کرن پھوٹتی ہے، رحمت پروردگار کی امید، موجودہ حالت کے بدلنے کی امید، تو پھر اس کی زندگی میں ایک نیا رخ آجاتا ہے، اور یہ امید اس کو گناہوں کے راستہ پر چلنے سے روک دیتی ہے اور اسے اپنی اصلاح، توبہ اور پاکیزگی کی دعوت دیتی ہے۔

اسی وجہ سے برے لوگوں کے لئے "امید کی کرن" کو ایک تربیتی سبب شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح نیک اور صالح افراد جو بُرے ماحول میں پھنسے رہتے ہیں وہ بھی بغیر امید کے اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے اصلاح کرنے والے کے ظہور کے انتظار کی بنا پر دنیا جتنی زیادہ فاسد ہوتی جارہی ہے امام زمانہ کے ظہور کی امید بھی زیادہ ہوتی جارہی ہے، اور انتظار کرنے والوں کے لئے موثر ہے، جو ماحول کی تیز آندھیوں کے مقابل محفوظ کر دیتی ہے، یہ لوگ نہ صرف یہ کہ معاشرے میں ظلم و فساد اور برے ماحول سے ناامید نہیں ہوتے بلکہ جس طرح وعدہ وصال جب نزدیک ہو جاتا ہے تو آتش عشق مزید بھڑک جاتی ہے اسی طرح جب انسان اپنے مقاصد کو نزدیک دیکھتا ہے تو اصلاح معاشرہ نیز ظلم و فساد سے مقابلہ کے لئے کوشش میں مزید عشق پیدا ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام!) ہماری گزشتہ بحث و گفتگو سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ انتظار کا غلط اثر اسی صورت میں ہوتا ہے جب اس کو مسخ کر دیا) جائے، یا اس میں تحریف کر دی جائے جیسا کہ بعض مخالفین نے اس میں تحریف کی ہے اور موافقین نے اس کو مسخ کر دیا ہے، لیکن اگر واقعی طور پر معاشرہ اور خود انسان میں انتظارِ ظہور کا صحیح مفہوم پیدا ہو جائے تو یہ اصلاح، تربیت اور امید کا بہترین سبب ہے۔

:اس موضوع کے واضح کرنے کے لئے بہترین دلیل درج ذیل آیۂ شریفہ ہے، ارشاد خداوندی ہے

(4) <**وَعَدَ اللهُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُم فِی الْاَرْضِ** >

اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین پر اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے" والوں کو بنایا ہے"۔

اس آیۂ شریفہ کے ذیل میں معصومین علیہم السلام سے نقل ہوا ہے کہ اس سے مراد "**ہُوَ القَائِمُ وَاَصحابہِ**" "**قائم آل محمد (اور آپ کے اصحاب وانصار** ہیں"۔

ایک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ "نَزَلَتْ فِی الْمَہْدِیّ علیہ السّلام) یہ آیۂ شریفہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

یہ اس آیت میں حضرت امام مہدی (عج) اور آپ کے اصحاب "اَلَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" کے عنوان سے یاد کئے گئے ہیں، لہٰذا

عالمی انقلاب، مستحکم ایمان (جس میں کسی طرح کا ضعف اور کمزوری نہ پائی جاتی ہو،) اور اعمال صالح (جس سے دنیا بھر کی اصلاح کا راستہ کھل جاتا ہو) کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اور جو لوگ اس انقلاب کے انتظار میں ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے علم و ایمان کی سطح کو بھی بڑھائیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے بھی کوشش کرتے رہیں۔ صرف اسی طرح کے افراد اپنے کو اس حکومت کی بشارت دے سکتے ہیں، نہ کہ ظلم و ستم کی مدد کرنے والے ! اور نہ ہی وہ لوگ جو ایمان اور عمل صالح سے دور ہیں۔

اور نہ ہی وہ بزدل انسان جو ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اپنے سایہ سے بھی ڈرتے ہیں۔

اور نہ ہی سست، کاہل اور ناکارہ انسان جو فقط ہاتھ پر ہاتھ رکھے معاشرہ میں پھیلنے والے گناہ و فساد پر خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں، اور معاشرہ میں موجودہ برائیوں کو ختم کرنے کے لئے ایک قدم بھی اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(اسلامی معاشرہ میں حضرت امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ظہور کے انتظار کا یہی فلسفہ ہے۔(5)

محاسن برقی، بحار الانوار کے نقل کے مطابق طبع قدیم، جلد ۱۳، صفحہ ۱۳۶ (1)

کافی میں بحار سے نقل کیا ہے، جلد ۱۳، صفحہ ۱۳۷۹ (2)

کافی میں بحار سے نقل کیا ہے، جلد ۱۳، صفحہ ۱۳۶۹ مرکب ہے: عنصر "نفی" اور عنصر "اثبات" عنصر نفی یعنی موجودہ حالت (3) سے غمگین اور پریشان رہنا، اور عنصر اثبات یعنی حالات بہتر ہونے کے لئے سعی و کوشش کرنا۔

سورہ نور، آیت ۵۵(4)

بحار الانوار، قدیم، جلد ۱۳، صفحہ ۱۴ (5)